مغربی پارلیمانی
طریق انتخاب علماء امت کی نظر میں
vote
مصنفین
علماء امت
ناشر
تحریک احیائے خلافت راولپنڈی

نام کتاب	مغربی پارلیمانی طریق انتخاب علماء امت کی نظر میں
مصنفین	علماء امت
اشاعت اول	۱۹۸۸ء
اشاعت ثانی	جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ (مئی ۲۰۱۳ء)
صفحات	۹۲
قیمت	۶۵ روپے
تعداد	۱۱۰۰

ناشر

تحریک احیائے خلافت

راولپنڈی

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی فرض اعانة سلاطین الاسلام علی المسلمین و فضل قریشا بخاتم النبین و سید المرسلین وصلی الله تعالیٰ علیه و علیهم و بارک وسلم الیٰ یوم الدین وعلیٰ اله و صحبه و ابنه وحزبه کل ان و حین اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوع بنی آدم کی رشد ہدایت کیلئے کم پیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءکرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ان کی قدر ومنزلت رفعت وعظمت بڑھانے کیلئے انہیں اپنی خلافت ونیابت کیلئے منتخب فرمایا۔اوران میں سے نبی آخرالزماں سرورکون ومکاں سیاح لامکان جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کوخلیفہ اعظم بنایااور خلافت مطلقہ کا تاج وہاج عطا فرمایا نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال باکمال کے بعدامت میں امام الاولیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیدنا حضرت حسن مجتبیٰ نیابت وخلافت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کیلئے منتخب ہوئے۔ان نفوس قدسیہ کی خلافت کو خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

خلافت راشدہ کے بعد کئی سلاطین وبادشاہ ایسے بھی گذرے کے جن کے دورحکومت نے خلافت راشدہ کی یادتازہ کی۔لیکن تاریخ گواہ اسلام ومسلمانوں کے اس طویل عرصہ میں جمہوریت کا کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا تو پھر جمہوریت اسلامی کیسے؟برصغیر پاک وہند میں انگریز بدطینت کفر سے لبریز کی آمد سے قبل الیکشن ووٹ کا تصور کہاں تھا؟کون جانتا تھا کہ جمہوریت کس وباوبلا کا نام ہے۔اسلام میں تو نظام حکومت کا تصوردوطرح کا تھا خلافت وملوکیت صدافسوس ان نام نہادوارثان منبرومحراب پر جو آج بھی جمہوریت کے راگ آلاپ رہے۔اور مسلم کش،ایمان کش جمہوریت کومشرف بہ اسلام کرنے کی سعی لاحاصل کررہے ہیں کیا وہ جمہوری نظام حکومت اورووٹنگ کے ذریعے اسلام ونظام خلافت نافذ کرلیں گے ۶۵ سال کا

عرصہ دراز گذر چکا کتنے صاحبان جبہ ودستار ووٹ لڑے اسمبلیوں میں گئے۔ وزارتیں اور سیٹیں حاصل کیں۔ جمہوریت کے حامی بنے یوں ہی چل بسے نظام شریعت کا نفاذ تو نہ کرا سکے بلکہ اس کے برعکس جمہوریت لعنتیوں نے شریعت کے خلاف بل پاس کرادیے۔ حضرت علامہ سید محمد جمال الدین کاظمی علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۲۰ھ فرماتے ہیں علماء اور مشائخ مغربی جمہوری نظام کے تحت الیکشنوں میں حصہ لے کر کامیابی تو حاصل نہ کر سکے بلکہ اپنے ہاتھوں اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں بے شمار روکاوٹیں کھڑی کردیں نتیجہ یہ نکلا کہ نظام اسلام کے تعین کے لیے ان کے پاس قوت گویائی بھی باقی نہ رہی علماء مشائخ ان ہی لوگوں (سرمایہ دار وجاگیرداروں) کے آلہ کار کے طور پر استعمال ہوتے رہے چند ٹکوں کی لالچ میں بکے اور گلی گلی ان بدکردار لوگوں کیلئے ووٹ مانگے علماء کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ غیر اسلامی اور غیر شرعی افعال کی سرپرستی کرتے اور برسر منبر فساق کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوتے۔ کیسا یہی ورثۃ الانبیاء کی شان ہے۔ کہ وہ ظالموں اور جابروں اور سماج دشمن عناصر کی وکالت کریں اور طمع ولالچ کی وجہ سے اسلام کو داغدار کریں؟ (اسلام اور عورت کی حکمرانی ص ۳۸۹ مطبوعہ تحریک اسلامی انقلاب کراچی)

نظام شریعت اسوقت تک نافذ نہیں ہوسکتا جب تک جمہوریت کا بت نہیں توڑا جاتا ووٹنگ جو عطیہ انگریز ہے اس سے منہ نہیں موڑا جاتا۔ جمہوری حکومت میں جا کر نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص امریکہ وفرانس سے نظام شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرے۔ علامہ سید جمال الدین کاظمی علیہ الرحمہ وارثان منبر ومحراب کے متعلق رقمطراز ہیں۔ کہ انہوں نے براہ راست اسلام کا مطالبہ کرنے کی بجائے الیکشنوں میں کامیاب ہوکر اسلامی انقلاب لانے کا پروگرام بنایا لیکن یہ ان کی سراسر خام خیالی تھی نتیجہ کے طور پر ایسی جماعتوں کو مسلسل کئی الیکشنوں میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا اور ان کی یہ حکمت عملی سخت ناکامی کا باعث بنی کیونکہ ان کی

حکمت عملی میں ایک زبردست سقم تھا۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے طیب وطاہر کو حاصل کرنے کیلئے ناپاک طریقہ اختیار کیا یہ کیسے ممکن ہے کہ کفر کی شاہراہ پر چل کر اسلام کی منزل تک پہنچا جاسکے ناپاک راہیں پاکیزہ مقصد تک نہیں پہنچاتیں پاکیزہ مقاصد کا حصول پاک راہوں پر چل کر ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ (اسلام اور عورت کی حکمرانی ص ۳۸۷ مطبوعہ کراچی)

اے وارثان منبر ومحراب صاحبان جبّہ ودستار افضل الجهادِ كلمة حق عندَ سلطان جائر کا حق ادا کیجئے الساکت عن الحق فهو شیطان اخرس کا مصداق نہ بنیئے جمہوریت کا بت توڑیئے الیکشنوں سے منہ موڑیئے، بے دین بادشاہوں کا ساتھ چھوڑیئے مصطفیٰ کریم علیہ السلام سے تعلق جوڑیئے فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے سر کو خم کیجئے اور دل وجان سے قبول کیجئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الا ان الکتاب و السلطان سیفترقان فلا تفارقوا الکتاب الا سیکون علیکم امراء یقضون لانفسهم مالا یقضون لکم ان عصیتموهم قتلوکم وان اطعتموهم اضلوکم قالوا یارسول الله صلی الله علیه وسلم کیف نصنع قال کما صنع اصحاب عیسیٰ بن مریم علیه السلام نشروا بالمنا شیر و حملوا علی الخشب موت فی طاعة الله خیر من حیاة فی معصیة الله سن لو عنقریب اللہ کی کتاب اور بادشاہ جدا ہو جائیں گے۔ پس تم کتاب اللہ سے جدا نہ ہونا۔ خبردار عنقریب تم پر ایسے حاکم مسلط ہوں گے۔ جو اپنے لئے ایسے فیصلے کریں گے جو تمہارے لئے نہیں کریں گے۔ اگر تم ان کی مخالفت کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے اور اگر ان کے پیچھے چلو گے تو تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض یارسول اللہ ہم اس وقت کا کریں تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم ایسے کرنا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے کیا تھا۔ کہ وہ آروں سے چیر دیے گے اور تختہ دار پر لٹکا دیے گئے (سولی پر چڑھا دیئے گے) اللہ تعالیٰ کی

اطاعت میں مرنا بہتر ہے اس زندگی سے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔(حلیہ الاولیاء باب یزید بن مرثد ج ٥ ص ١٦٥ ،مطبوعه دارالکتاب العلمیه بیروت ،اتحاف الخیرة المهرة ج٨ص ٩٨ رقم الحدیث ٧٥٧١،المطالب العالیه ج ٤ ص ٣٧٧، جامع الاحادیث للسیوطی ج١ص ٢٥٥، کنز العمال ج٢٤ص ٢٣٧)

آیئے جمہوریت سے نجات حاصل کریں اس خلافت کی بات کریں جس میں قانون خدائی ہوتا ہے نہ کہ مغربی جمہوری اختراعی ہوتا ہے۔جس قانون میں حاکمیت خدا کا انکار ہو۔اسکے قریب نہ جایئے۔رب تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کر کے ایمان نہ گنوایئے۔

کیونکہ جمہوریت میں اطاعت اکثریت کی ہوتی ہے(وسیأتی تفصیله ان شاء الله)اسلام میں اطاعت اللہ عزوجل اوراس کے رسول رحمت کی ہوتی ہے۔جمہوریت میں آئین اسمبلی کا ہوتا ہے۔اسلام میں آئین رب تعالیٰ اوراس کے نبی کا ہوتا ہے،اس لئے مفکر اسلام قاطع تہذیب افرنگ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

تیری حریف ہے یارب سیاست افرنگ مگر ہیں اس کے بچاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تونے بنائے خاک سے اس نے دوصد ہزار ابلیس

امامت کی دوقسمیں (١) امامت صغریٰ (٢) امامت کبریٰ

(١) امامت صغریٰ:۔یہ نماز پنجگانہ جمعہ وعیدین کی امامت ہے۔

(٢) امامت کبریٰ:۔اس سے مراد سربراہ مملکت ہے جس کو جمہوری ممالک میں صدر اور غیر جمہوری ممالک میں سلطان اور بادشاہ کہا جاتا ہے۔

(مغربی پارلیمانی طریق انتخاب علماء امت کی نظر میں ص ١٩ مطبوعہ جماعت اہلسنت کراچی)

امامت کبریٰ:(نبی علیہ السلام کی نیابت مطلقہ) کی تعریف ملاحظہ ہو۔**فهی ریاسة عامّة فی امرالدین و الدنیا خلافة عن النبی** وہ ایسی دینی ودنیاوی امور میں ریاست عامہ ہے اور

نبی علیہ السلام کی نیابت ہے (وهكذا فی المسايرة ص ٢٤٤ مطبوعه النورية الرضوية لاهور ،الدر المختار ص ٧٥ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

علامہ شاہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۳۹ھ خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ انه نيابة عن صاحب الشريعة فی حفظ الدين و سياسة الدنيا کہ وہ دینی ودنیاوی امور کی حفاظت ونگہبانی میں نبی علیہ السلام کا نائب ہونا ہے۔ (النبراس ص ٥١٤ مطبوعه مئوسسه الشرف لاهور ،شرح المقاصد ج٣ص ٤٦٩ مطبوعه النوريه الرضويه لاهور)

مسلمانوں کیلئے امام وخلیفہ اور سربراہ مملکت کا انتخاب کرنا فرض (کفایہ) وواجب ہے۔ اگر تمام مسلمان امام کا انتخاب نہ کریں گے تو تارک واجب مستحق عقاب ہوں گے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں ثم الاجماع على نصيب الامام واجب پھر امام مقرر کرنے کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ (شرح العقائد النسفية ص٣٥٣ مكتبه البشرىٰ كراچی ،تفصيل ملاحظه هو تمهيد لابی الشكور السالمی ص١٥٨ النوريه الرضويه لاهور ،شرح المواقف ج٨ص ٣٧٦ مطبوعه النوريه الرضويه لاهور ،شرح فقه اكبر ص ١٤٦ مطبوعه مكتبه رحمانيه لاهور ،مرام الكلام فی عقائد الاسلام ص٢٣٨ مطبوعه مكتبه زم زم كراچی ،المعتقد فی المنتقد ص٢٣٩ مطبوعه دار العرفان لاهور)

وجوب امام پر دلائل

امام کا مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے جو کہ کتاب وسنت اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ صرف دو دلیلیں حاضر ہیں۔

الدليل الاول :۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایامن مات و لیس له امام مات میتة جا هلیة جو شخص مرا اور اس کا کوئی امام نہ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔(اتحاف الخیرة المهرة کتاب الامارة ج٥ ص ٦٠ المکتبه الشاملة سعودیه ،اطراف المسند المعتلی ج٥ ص ٤٣٣ دار الکلم الطیب دمشق، تبصرة الادلة ج٢ ص ١١٠٤ مطبوعه المکتبة الازهریة المعتقد فی المعتمد ص ١٨٩ مطبوعه النوریه الرضویه لاهور) معلوم ہوا امام مقرر کرنا ضروری ہے۔

الدلیل الثانی:۔ ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی قدموه علی الدفن و کذا بعد موت کل امام و لان کثیراً من الواجبات الشرعية يتوقف عليه كما اشار اليه بقوله والمسلمون لابد لهم من امام يقوم بتنفيذا احكامهم و اقامة حدود هم و سد ثغورهم و تجهير جيوشهم و اخذ صدقاتهم و قهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق واقامة الجمع والاعياد و قطع المنازعات الواقعه بين العباد و قبول الشهادات القائمة على الحقوق و تزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم وقسمة الغنائم اس لئے امت نے نصب کو اہم المہمات قرار دیا یہاں تک کہ انہوں نے نصب امام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تکفین وتدفین پر بھی مقدم کیا اسی طرح ہر امام کی موت کے بعد (کیا گیا) اس لئے کہ کثیر واجبات شرعیہ اس پر موقوف ہیں۔ جیسا کہ مصنف نے اپنے قول سے اشارہ کیا ہے۔ مسلمانوں کیلئے ایک امام ضروری ہے جو کہ ان کیلئے اسلامی احکام کا اجراء کرے، (زنا، چوری، قذف وغیرہ کی) حدود قائم کرے، حدود مملکت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کرے اور اسلامی فوجوں کی ضروریات کا انتظام کرے۔ مسلمانوں سے زکوۃ وعشر وصول کر کے (غربا مساکین کو دے) چوروں، ڈاکوؤں کی سرکوبی کرے، جمعہ وعیدین کے قیام کا بندوبست کرے لوگوں کے جھگڑے ختم کرے۔ جن حقوق پر شہادتیں قائم ہوتیں ہیں انہیں قبول کرے ان نابالغ

لڑکوں ولڑکیوں کا نکاح کرے جن کے اولیاء نہ ہوں اور مال غنیمت تقسیم کرے۔(شرح العقائد النسفیه ص ٤٥٣ مکتبه البشریٰ کراچی،نبراس ص ٥١٢، ٥١٣ مطبوعه لاهور ،تبصرة الادلة ص ١١٠٣ مطبوعه المکتبة الازهرية مصر،المعتمد فی المعتقد ص ١٨٨ مطبوعه لاهور)

شرائط خلافت

امام الفقهاء و علامه علاء الدین حصکفی علیه رحمة القوی الولی متوفی ١٠٨٨ ھ لکھتے ہیں ویشرط کونه مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قریشاً خلیفہ کیلئے شرط لگائی گئی ہے کہ وہ مسلمان،آزاد،مذکر،عاقل،بالغ،قادراور قریشی ہو۔

(الدرالمختار ص ٧٥ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،شرح العقائد النسفیة ص ٣٦٥ مکتبه البشریٰ کراچی،شرح فقه اکبر ص ١٤٨ مطبوعه مکتبه رحمانیه لاهور،الجامع لاحکام للقرطبی ص ٢٥٥ مطبوعه دار الحدیث قاهره ۔الیواقیت و الجواهر ج ٢ ص ٣٠٤ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،شرح المقاصد ج ٣ ص ٤٧٠ مطبوعه النوریه الرضویه لاهور،نبراس ص ٥١١ مطبوعه مئوسسة الشرف لاهور)

شرائط سبعه کی تشریح ملاحظه هو

١۔مسلمان ہونا

اس لئے کہ کافر کیلئے مسلمان پر کوئی ولایت نہیں ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ماجعل الله للکافرین علی المومنین سبیلاً (سورة النساء آیت ١٤١ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

علامہ شاہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ رحمة الباری فرماتے ہیں و من هٰهنا قالوا یحرم علی

السلطان ان ینصب العمال من اھل الذمۃ یہاں پر متکلمین نے فرمایا کہ بادشاہ پر حرام ہے کہ وہ ذمیوں کو گورنر مقرر کرے (نبراس ص ٥٣٦ مئوسسہ الشرف لاھور)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے متن کی تصریح فرمائی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ١٨ ص ٥٢٤ مطبوعہ رضا فائونڈیشن لاھور)

(٢) آزاد ھو

والعبد مشغول بخدمۃ الولیٰ مستحقراً فی اعین الناس اس لئے کہ غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوگا اور لوگوں کی نظر میں حقیر ہوگا۔ لہٰذا غلام خلیفہ نہیں بن سکتا۔ (شرح العقائد ص ١٥٩ مطبوعہ مکتبہ المیزان لاھور)

(٣) مرد ھو

والنساء ناقصات عقل و دین کیونکہ عورتیں عقل اور دین کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ (شرح العقائد ص ٣٦٥ مکتبہ البشریٰ کراچی، ص ١٥٩ مطبوعہ مکتبہ المیزان لاھور)

علامہ عبدالعزیز پرھاروی علیہ الرحمہ الباری متوفی ١٢٣٩ھ اس کے تحت لکھتے ہیں **ان شھادتھا نصف شھادۃ الرجل فذلک من نقصان عقلھا و تمکث ایاماً لاتصلی ولا تصوم فذلک من نقصان دینھا** بے شک عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف ہے۔ یہ تو اس کی عقل کا نقصان ہے اور کچھ دن (ایام مخصوصہ) وہ روک دی جاتی ہے نہ تو نماز پڑھ سکتی ہے نہ ہی روزہ رکھ سکتی ہے۔ تو یہ اسکے دین کا نقصان ہے۔ (نبراس ص ٥٣٦)

مغربی طرز انتخاب کی ستم ظریفیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے عورت کو میدان سیاست و ریاست میں لا کھڑا کیا پھر مرد و زن کی مساوات، شانہ و بشانہ و باہمی اختلاط کا تصور دے کر اسے رائے دہندہ (ووٹر) کی حیثیت کا حامل بنا دیا۔ کہ وہ صدر و وزیر بھی بن سکتی ہے۔ قوم اسمبلی میں بھی جا سکتی ہے۔ اہل مغرب نے عورت کو آزادی، مساوات اور روشن خیالی کے نام پر جو ایمانیت

وانسانیت کش حقوق دیے ہیں۔وہ یہ ہیں کہ وہ ملازمتوں، کھیل کود کے میدانوں اور سیر وتفریح کیلئے جائے، کلبوں، سکولوں وکالجوں میں رائج شدہ ملحدانہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے جائے۔رقص و ناچ کی رنگ رنگیلیاں مچائے، بے پردگی و بے باکانہ انداز میں حصار عصمت سے باہر نکل کر ووٹ سٹیشنوں میں ووٹ دینے جائے اور اپنی عزت وعصمت تار تار کرائے۔یہ مغربی تہذیب کی کرشمہ سازیاں وکارستانیاں ہیں کہ وہ عورت جو پردہ وحجاب کو اپنی عصمت وعفت کا بیش بہا خزانہ وزیور سمجھتی تھی وہی عورت آج مذہب سے آزاد ہو کر اپنے شباب وعریاں، حسن وجمال کے مظاہرہ کو ترقی سمجھتی ہے۔غیرت وحجاب کی تمام بندشوں کو توڑ کر سینماؤں، تھیٹروں کلبوں، پارکوں ، بازاروں، چوکوں، یونیورسٹیوں، ہسپتالوں، بنکوں، فرینچائزوں، بسوں، ہوٹلوں، سپر مارٹوں، ائیر پورٹوں، چیک پوسٹوں، ٹول پلازوں اور محکمہ پولیس وفوج وغیرہ میں ہوس ونفسانی خواہشات کا شکار نظر آتی ہے۔تو ایسی طوائفہ اور دیوث منحوس، ہوس نفسانی کے محبوس، مغربی تہذیب کے دل دادہ واغیار کے کاسہ لیوا حضرات اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں۔کہ اسلام نے عورت کو قیدی بنا دیا۔دین اسلام عورتوں کی ترقی کیلئے رکاوٹ ہے۔اور علماء ہمیں پتھر اور دقیانوسی کے زمانے کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں والعیاذ باللہ رب العالمین سلطان الفقراء حضرت علامہ فقیر نور محمد قادری سروری قدس سرہ القوی متوفی ۱۹۶۰ء فرماتے ہیں کہ ''اگر ان کے سامنے مذہب اور اخلاق کا نام لیا جائے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو پرانے فرسودہ ودقیانوسی زمانے کی طرف پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔یہ لوگ عورتوں کی آزادی اور بے پردگی کا بڑا ڈھنڈورا پیٹے رہتے ہیں اور یورپ کے جاہلوں اور بے دینوں کی طرح عورتوں کو محفلوں اور مجلسوں میں مردوں کے دوش بدوش عریاں اور رقصاں دیکھنا چاہتے ہیں اس بے شرمی، بے حیائی اور بے عزتی کو ترقی، آزادی اور تہذیب کا نام دیتے ہیں۔اے مغرب پرستو اگر اسی دیوثی کا نام ترقی اور آگے بڑھنا ہے تو یہ آگے بڑھنا تم کو مبارک ہو۔ہم پیچھے ہی سہی''

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

(عرفان ص ۲۹٤ مطبوعه نوری روحانی تحریك کراچی)

جو عورت عقل و دین کے اعتبار سے ناقص ہے۔امامت صغری کی اھلیت سے بھی قاصر ہے۔وہ کیوں کر سربراہ مملکت بن سکتی ہے؟اور کیوں کر ووٹ والیکشن لڑسکتی ہے؟

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔لمابلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اهل فارس قد ملکوا علیهم بنت کسریٰ قال لن یفلح قوم و لّوا امرهم امرأة

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اھل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بنالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے معاملات میں عورت کو حاکم بنایا(صحیح بخاری شریف ج٦ ص ٤٦١ ،رقم الحدیث ٤٤٦٣ مطبوعه دار ابن کثیر بیروت،امام ترمذی نے فرمایا هذا حدیث صحیح جامع ترمذی ج٤ ص ٣٨٣ بیروت،امام حاکم نے فرمایا هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ،المستدرك ج٦ ص ٣١١ بیروت،سنن کبریٰ ج٣ ص ٤٦٥ دار الکتب رقم الحدیث ٥٣٩٧ مطبوعه العلمیة)

(۵،۴)عاقل اور بالغ ھو

اس لئے کہ مجنون عقل میں فتور ہونے کی وجہ سے صلاحیت نہیں رکھتا اور بچے بھی امامت کے اھل نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تعوذوا بالله من رأس السبعین و امارة الصبیان (ستر سال کے آخر سے اور بچوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگوں)(اتحاف الخیرة المهرة ، کتاب الفتن ج٨ ص ٤١ رواته ثقات)

(٦)قادر ھو

احکام شرعیہ کا عالم ہو جمہور علماء کے نزدیک اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو۔عدل وانصاف قائم کرنے پر

قدرت رکھتا ہو۔ معاملات میں صائب الرائے ہو۔ جرأت مند بہادر ہو۔ احکام شرعیہ کے نفاذ پر قادر ہو۔ زنا، چوری اور تہمت وغیرہ کی حدود قائم کرسکتا ہو۔ دار السلام کی حدود کی نگہبانی پر قادر ہو ظالم سے مظلوم کو حق دلا سکے۔ (نبراس ص ۵۳۶، ۵۳۷)

چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اِقامة حدّ من حدو د الله خير من مطر اربعين ليلة فی بلاد الله (مشکوۃ شریف ص ۳۱۳، اخرجه ابن ماجه ۲/۸۴۸، رقم الحديث ۲۵۳۷) ''زمین پر ایک حدّ کا نافذ کرنا چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر ہے''

(۷) قریشی ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **الائمه من قريش** ائمہ قریش سے ہیں۔ (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۸۳ المكتب الاسلامی بیروت، المستدرك ج ٤ ص ٧٦ دار الفكر بيروت) بحر العلوم علامہ شاہ عبد العزیز پرہاروی رحمة الله عليه اس حدیث مبارکہ کے متعلق نقل کرتے ہیں **فانه حديث متواتراً رواه نحو اربعين صحابياً كما فی الصواعق المحرقة** اس حدیث کو تقریباً چالیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ (الصواعق المحرقة ص ١٤ مطبوعه مكتبه النوريه الرضويه لاهور، نبراس ص ٥٢٥ (تفصيل ديكھے فتاوىٰ رضويه ج ٢٣ ص ۲۰۹-۲۰۶) جب یہ حدیث متواتر ہے تو متواتر حدیث قطعیت کا فائدہ کرتی ہے۔

خلیفہ و امام منتخب کرنے کے چار اسلامی طریقے

(۱) اھل حل وعقد (مجتہدین دینی ودنیاوی امور کے جاننے والے) علماء قضاۃ ورؤسائے ومعززین جمع ہو کر متذکرہ بالا شرائط کے حامل شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں اور اسے اپنا امام منتخب کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی الله عنہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی الله عنہ کا انتخاب اس طریقہ کے مطابق ہوا۔ (من مجموعة الحواشی البهية ص ۱۹۷ ج ۱

مطبوعه المکتبه الرشیدیه کوئٹه)

(۲) خلیفہ وقت منصب خلافت کے اھل لوگوں کو جمع کر کے ان میں کسی کو اپنی وفات کیوقت خلیفہ مقرر کردے۔ اور باقی لوگوں کو اس کی اتباع و پیروی کی وصیت کردے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی الله عنه کا انتخاب اس طریقہ کے مطابق ہوا۔

(۳) خلیفہ وقت خلافت کی شرائط کے حامل افراد کو جمع کر کے ایک شوریٰ نامزد کردے۔ کہ ان لوگوں میں سے تم جسکو چاہو خلیفہ منتخب کرو۔ حضرت سیدنا عثمان رضی الله عنه کا انتخاب اس طریقہ کے مطابق ہوا۔

(۴) جب خلیفہ وقت فوت ہوجائے تو خلافت کا اہل شخص اپنی خلافت کا خود اعلان کردے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب اسی طریقہ پر ہوا۔

(تمهید شریف ص۱۵۹ مکتبه النوریه الرضویه لاهور، الاقتصاد فی الاعتقاد ص۲۹٤ مطبوعه مکتبه الاحرار مردان ،الیواقیت والجواهر ص۲ ٤۰۲ دار الکتب العلمیه بیروت، شرح المقاصد ج۳ ص ٤۷۰ مطبوعه النوریه الرضویه لاهور ،الجامع لاحکام القرآن ج۱ ص۲٥٤ مطبوعه دار الحدیث قاهرة ،شرح فقه اکبر ص۱٤٦ مکتبه رحمانیه لاهور، ازالة الخلفاء ج۱ ص ٥ کراچی ،فتاویٰ رضویه ج۱٤ ص۲۱۷ رضا فائونڈیشن لاهور)

جمهوریت

حق و باطل کی روز اول سے جنگ جاری ہے حق کی دائمی بالادستی، فتح و نصرت اور باطل کی پستی و شکست قدرتی و فطرتی امر ہے، باطل اور طاغوتی قوتوں نے جب بھی پنجہ آزمائی کی تو ہمیشہ کی طرح شکست ہی کھائی کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے یریدون لیطفؤوا نور الله بافواھھم والله متمّ نوره ولوْ کرِهَ الکافرون لیکن اس پرفتن دور کے اندر امت مسلمہ کی

زبوں حالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ابلیس کی معنوی ذریت اپنے رجیم ولئیم باپ کے مشن پر چل کر امت مسلمہ کو سیکولر و لادین بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ تاسف ہے ان ابنائے زمانہ پر جن کے دل و دماغ فکر نیچریت، مغربی تہذیب سے مرعوب ہیں۔ انہیں بول چال میں انگریزی انداز مرغوب اور لباس و شکل و صورت میں انگریزی اطوار و آداب مطلوب ہیں یہی لوگ افرنگی و ملحدانہ مغربی تعلیم کے زہر سے امت مسلمہ کے قتل میں مصروف ہیں۔

آج کے دور میں حکمران و سیاستدان اپنے مغربی آباء سے سمجھوتا کر چکے ہیں، وکلا و ڈاکٹر شکم پروری میں قارون بن بیٹھے ہیں، کالجوں و یونیورسٹیوں میں مغربی تعلیم تہذیب سیکھنے والے مغربی کے پجاری طلباء کی کھیپ تیار کی جا رہی ہے، مغربی جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنے کی ناپاک جسارت کی جا رہی ہے، رب رسول سے منہ موڑ کر، قرآن و سنت کو چھوڑ کر، باطل سے ناطہ و تعلق جوڑ کر جمہوریت و افرادی اکثریت کو معیار اسلام قرار دیا جا رہا ہے۔ کیبل، ٹی وی، انٹرنیٹ اور سینما ہال کو تہذیب و کلچر قرار دیا جا رہا ہے۔ رقص و سرور، شراب و کباب، کوٹھی و بنگلہ، سینما و تھیٹر اور کالج و یونیورسٹی کو روشن خیالی و ترقی کا نام دیا جا رہا ہے۔

عدالتوں کچہریوں میں رشوت، فراڈ اور دھوکے بازی کو عدل و انصاف کا نام دیا جا رہا ہے۔ چوری وڈکیتی اور راہزنی و دھنگا فساد کو جرأت و بہادری اور جوانمردی کا نام دیا جا رہا ہے۔ اسلامی نظام خلافت کے خلاف غیر اسلامی جمہوریت کو قوم کی ترقی و فلاح کا ناخدا سمجھا جا رہا ہے۔ کثرت رائے کو معیار حق تصور کیا جا رہا ہے۔ خانقاہوں و آستانوں میں لباس خضر میں ملبوس جہلا کا طبقہ نظر آرہا ہے۔ سود کی لعنت کو اسلامی بنکاری و بیمہ کا نام دیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کا نظام حکومت خلافت ہے۔ اسی سے ہر مومن کیلئے دنیا و آخرت میں راحت ہے ۔ اسلام و خلافت کے اندر اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہوتی ہے۔ اسلامی خلافت ہی مسلمانوں کے دینی و دنیاوی انتظام کو درست رکھتی ہے۔ اس میں قانون

وآئین اللہ تعالیٰ کا ہے۔اس میں ہر مسلمان مرد وعورت کا بھلا ہوتا ہے۔اس کے برعکس جمہوریت ہے جو کہ سراسر دھوکہ، فراڈ، دجل وفریب اور لادینیت ہے۔جس میں آئین، اسمبلی اور لوگوں کا اختراعی ہوتا ہے۔حقیقتاً اس میں مسلمانوں کی تباہی ہے۔

جمہوری نظام حکومت یہود ونصاریٰ کا کاشتہ وشجرہ خبیثہ، موجودہ دور کا بہت بڑا اور فتنہ ہے۔اس کے بت کے آپ کو لاکھوں بچاری نظر آئیں گے۔کچھ ابنائے زمانہ اسکو خلافت کا حریف بناتے نظر آئیں گے۔

آیئے جمہوریت کی تعریف وپس منظر پڑھیں، سمجھ کر اس سے احتراز کریں۔

جمہوریت کی تعریف

جمہوریت کا لغوی معنی:۔عربی اھل لغت کی آراء کے مطابق جمہوریت کا اصل مادہ اشتقاق ہے (ج،م،ھ،ر) جمہوریت کا لغوی معنی ہے اکثریت ہے، جسے **الحکم الجمهوری**، جمہوری حکومت، عوامی حکومت، اکثریت کی مرضی کی حکومت وریاست جمہوریہ کہتے ہیں۔

(القاموس الوحید ص ۲۸۳ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، و ھکذا فی المورد الوسیط ص ۲۰۵ مطبوعہ دار الارشاعت کراچی، فیروز اللغات۔) عربی زبان میں جمہوریت کو دیمقر اطیسیة کہتے ہیں۔دائرۃ المعارف ص ۵۳٤ مطبوعہ لاہور اور انگریزی میں اسکو ڈیموکریسی کہتے ہیں۔

جمہوریت کا اصطلاحی مفہوم

جمہوریت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد لوگوں کی آزادانہ رضامندی سے قائم ہونے والی حکومت وریاست ہے۔(مغربی جمہوریت حقیقت اور سراب ص ۱۵ مطبوعہ بیت الحکمت لاهور)۔جب یہ (جمہوریت) اپنی اصل کے لحاظ سے یونانی زبان کے الفاظ ڈیماس (لوگ) اور کراتوس (یعنی حاکمیت) سے ماخوذ ہے گویا جمہویت سے مراد لیا

طرز حکومت ہے جس میں بادشاہت اور اشرافیہ کے بالعکس لوگ خود حاکم ہوں۔(مغربی جمہوریت حقیقت اور سراب ص ١٦ لاہور)

امریکہ کے سولہویں صدر ابراہم لنکن نے جمہوریت کی یہ تعریف کی ہے

Government of the people,By the people,For the people

یعنی عوام پر عوام کی حکومت عوام کی مرضی سے کرنا(خلافت و جمہوریت ص ١٩٦ مکتبہ الاسلام لاہور) جمہوریت کی تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جمہوریت میں حکومت سازی و اجتماعی زندگی کے اندر دین ومذہب کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ذریعے لوگ دین ومذہب سے آزاد ہو گئے ہیں۔ڈاکٹر مستفیض علوی نے لکھا ہے۔آزاد خیالی اور آزاد ثقافت کے پھیلتے ہوئے اثرات نے مذہب کے سیاست پر اثرات کو بزور روک دیا ہے اسی بنیاد پر جدید جمہوریت میں مذہب کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔(مغربی جمہوریت حقیقت اور سراب ص ١٥٨ بیت الحکمت لاہور)

جمہوریت کی تعریف سے یہ بات مفہوم ہو چکی ہے کہ جمہوریت میں حکومت سازی اور قانون سازی (قانون بنانا) میں دین اسلام (قرآن وسنت خیر الانام) کو چھوڑ کر اکثریت کو معیار قرار دیا جاتا ہے۔ کما لا یحفی علی العاقل ملاحظہ ہو۔اس کے خیال میں جمہوریت سے مراد دراصل شہریوں کی براہ راست اختیارات میں شرکت ہے۔**ایڈورڈ مکیز** اس کی رائے کو یوں پیش کرتا ہے۔کسی عوام جمہوریہ میں جب عوام ہی کا ایک منظم ادارہ اعلیٰ ترین اختیارات کا حامل ہوتا ہے تو وہ جمہوریت کہلاتی ہے۔(مغربی جمہوریت حقیقت اور سراب ص ٨٤ مطبوعہ بیت الحکمت لاہور)

جمہوری حکومت کا حصول:۔جمہوری حکومت کو الیکشن یعنی ووٹ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔اور جس میں مسلمان اور کافر، ایمان دار و بے ایمان، ہندو سکھ، مرزائی و

عیسائی، مرد وعورت، عاقل سلیم الحواس و پاگل ومجنون، عالم و جاہل، متقی و پرہیزگار اور فاسق وفاجر سبھی کو برابر قرار دیا جاتا ہے۔ (کیونکہ ہر ایک کی ووٹ کو دوسرے کی ووٹ کی برابری کا درجہ دیا جاتا ہے۔

شرعی حکم

جمہوریت سراسر دھوکہ وفراڈ، دجل وفریب، صنم اکبر، بہت بڑی لعنت، لادینیت اور اللہ کا عذاب ہے۔ اس کے حصول میں کوشش کرنا اور اسے برقرار رکھنے کیلئے تگ ودو کرنا معاونت علی الظلم و الفساد اور حرام کام ہے۔ **ایها المسلم فافهم هذا و تامل فیه و لا تکن من القاصرین الخاسرین۔**

(۱) اسلامی نظام حکومت خلافت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ قانون شریعت مطہرہ کا ہوتا ہے۔ اور بندوں کیلئے اس قانون کو دل وجان سے ماننا ضروری ہوتا ہے۔ روئے زمین کے اندر خلیفہ نائب کی حیثیت سے منصب خلافت پر متمکن ہو کر خود بھی شریعت پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مغربی جمہوری نظام حکومت میں حاکمیت عوام کی ہوتی ہے جس کو وہ قانون بناتے ہیں وہ ملک کیلئے اور لوگوں کیلئے آئین ودستور بنتا ہے۔ اس کے اندر کے اقتدار و حاکمیت کی باگ ڈور کا اصل مالک عوام کو تصور کیا جاتا ہے۔ حتی کہ قرآن وسنت کا بھی حکم اسوقت تک نافذ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسمبلی اس کو منظور نہ کردے اور یہ قانون قرآنی آیت کا صریح انکار اور کفر ہے۔ جب کہ دور حاضر میں ملک پاکستان کے اندر یہی غیر اسلامی وکافرانہ قانون رائج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **ومن لم یحکم بما انزل الله فاؤلئک هم الکافرون** (سورة المائده آیت ٤٤) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ **ومن لم یحکم بما انزل الله فاؤلئک هم الظالمون** (سورة المائده آیت

۴۵) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔ ومن لم یحکم بما انزل الله فاؤلئک هم الفاسقون (سورة المائده آیت ۴۷) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ فاسق ہیں ان آیات مبارکہ سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح روشن ہوگئی کہ جو شخص یا حاکم اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے بلکہ اس کے خلاف فیصلہ کرے اور اسکا انکار کرے تو وہ کتاب اللہ کی ان نصوص مبارکہ سے کافر ہو جائے گا۔

شارح عقیدہ الطحاویہ علامہ صدر الدین محمدبن علاء الدین علی بن محمد ابن أبی العز الحنفی الآذرعی الصالحی الدمشقی متوفیٰ ۷۹۲ھ اس آیت کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ فانه ان اعتقد أن الحكم بما أنزل الله غير واجب ،وأنه مخير فيه،أو استهان به مع تيقنه أنه حكم الله. :فهذا كفر اكبر،وإن اعتقد وجوب الحكم بما أنزل الله .وعلمه فى هذه الواقعة ،و عدل عنه مع اعترافه بأنه مستحق للعقوبة فهذا عاص و يسمى كافراً كفراً مجازاً،او كفرا أصغر اگر حاکم کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا کوئی ضروری نہیں اور میں اس کے اندر آزاد ہوں یا وہ حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کو حقیر جانے (یا توہین) کرے اور اگر چہ اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے تو ایسی صورت میں یہ شخص حاکم (ہو یا قاضی) کافر ہو جائے گا اور یہ عقیدہ کفریہ ہے۔ اور اگر حاکم کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے نازل کردہ حکم پر حکم کرنا (فیصلہ کرنا) واجب ہے۔ لیکن کسی وجہ سے وہ اس حکم سے انحراف کرتا ہے باوجود یہ کہ اپنے آپ کو گنہگار و مستحق عقاب ہونے کا اعتراف کرتا ہے تو یہ شخص عاصی (فاسق وظالم) ہے اور اس پر کفر کا حکم مجازاً ہوگا۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۳۲۳۔۳۲۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا فلا و ربک لا یؤمنون حتیٰ

یحکموک فیما شجر بینھم (سورۃ النساء آیت ٦٥) "تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں"

معلوم ہوا حکمرانوں، قاضیوں کو شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلے کرنے چاہیے۔ اور جو لوگ شریعت مطہرہ اور نبی علیہ السلام کے فیصلوں پر راضی نہیں ہوتے وہ مومن نہیں ہیں۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو، حضور کی محبت کا دم بھرنے والو ذرا سوچیے تو سہی کہ کیا ہمارے ملک میں فیصلہ قرآن وسنت یعنی شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے مطابق ہو رہے ہیں یا نہیں؟ کیا یہاں گستاخ رسول کو قتل کیا جاتا ہے یا اسے کامیابی کے تمغے دیے جاتے ہیں۔ یہاں جان بوجھ کر قتل ناحق کرنے والے کو قصاصاً قتل کیا جاتا ہے یا اسے جرأت و بہادری کا ایوارڈ دیا جاتا ہے۔؟

کیا یہاں غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے اور شادی شدہ کو سنگسار کیا جاتا ہے؟ یا زنا کے اڈوں (چکلوں وغیرہ) کی حفاظت کی جاتی ہے۔؟ کیا اِدھر شرابی کو کوڑے لگائے ہیں یا میخانوں کو تحفظ دیا جاتا ہے؟ حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کب تک شریعت کی خلاف ورزی کرتے رہیں گے، کیا انہوں نے جان نہیں دینی؟ یہ دنیا تو فانی ہے کل وہ رب تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دیں گے؟ اے گروہ علماء وارثان منبر ومحراب ایک نہ ایک دن مرنا بھی ہے تو قبر وحشر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ شریعت کے خلاف جمہوری قانون چلتا رہا تو کیا تم نے اسکا ختم کیا یا اسکی حمایت کی؟

(۳) جمہوریت کی تیسری بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں غیر مسلم ہندو، عیسائی، یہودی حاکم وقاضی گورنر بن سکتے ہیں یہ لادینیت اور قرآنی آیات سے مکابرہ ہے۔

اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتے ہوئے علامہ سید جمال الدین شاہ کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کیا ہمارے ملک میں فیصلے قرآن کے مطابق ہو رہے ہیں فیصلے تو کجا یہاں تو فیصلے

کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد کفار پر مشتمل ہے کتنے ہندو، عیسائی وغیرہ اس ملک میں سول جج سیشن جج اور مجسٹریٹ بنے ہوئے ہیں کیا یہی اسلام کے قاضی ہیں اور ملک میں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی بڑی دلیل نہیں جس قانون کو نافذ کرنے والے اس کے منکر ہوں اور جس قانون کے محافظ اس کے ازلی دشمن ہوں کیا وہ قانون یا آئین نافذ ہوسکتا ہے۔کیا یہ کذب صریح نہیں؟ (اسلام اور عورت کی حکمرانی ،علامه سید محمد جمال الدین کاظمی علیه الرحمه مطبوعه تحریك اسلامی انقلاب پاکستان) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ولن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا (سورة النساء آیت ۱٤۱) اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کافروں کو مسلمانوں پر کوئی ولایت وحاکمیت حاصل نہیں تو جب درجنوں آیات کے اندر مسلمانوں کو کفار سے موالات ودوستی سے منع کر دیا گیا تو پھر ملک پاکستان کے اندر کافروں کو جج، قاضی وگورنر بنانا کفار سے موالات ودوستی نہیں تو اور کیا ہے۔کیا یہ اس قرآنی نص صریح کا انکار نہیں؟ موجودہ جمہوریت ایک ایسی لعنت ہے جس نے مومن وکافر، عابد وفاسق کا فرق مٹا دیا،

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ کوئی کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں بن سکتا چنانچہ علامہ قاضی عیاض مالکی قدس سرہ القوی متوفی ۵۴۴ھ

فرماتے ہیں۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کافر کی امارت وخلافت صحیح نہیں ہے اگر کوئی مسلمانوں کا حکمران کافر ومرتد ہو جائے تو وہ فوراً معزول کر دیا جائے گا۔ اور جو بادشاہ نماز قائم کرنے کا اہتمام نہیں کرتا تو وہ بادشاہ بھی معزول کر دیا جائے۔ (شرح المسلم للنووی ج۱ ص ۲۲۹ مطبوعہ بیروت)

جمہوریت ایک بدعت ہے۔

تاریخ اسلام کے اوراق کی عرق ریزی کی جائے تو ہر صاحب عقل وشعور پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ کہ اسلام کا اصل معیار قرآن وسنت ہے نہ کہ جمہوریت تو پھر جمہوریت لادینیت الحاد ہونے کے ساتھ بدعت سیئہ بھی ہوئی۔ تو اے مدعیان توحید وسنت کے جھوٹے دعویدار و تم بدعت سیئہ سے کیوں اجتناب واحتراز نہیں کرتے؟ کیا خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کے تیس سالہ دور مبارک میں ووٹ وجمہوریت موجود تھے؟ کیا قرون ثلاثہ کے بعد کے سلاطین اسلام کے ادوار میں جمہوریت و ووٹنگ تھے؟ یقیناً نہیں تھے تو پھر تم اور تمہاری ذریت خبیثہ اس بدعت سیئہ میں کیوں ملوث ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذیشان تمہیں بھول گیا کہ ایاکم و محدثات الامور (تم نئے نئے کاموں سے بچو)

جمہوری سلطنت قائم کرنا حرام ہے۔

ناصر الاسلام و المسلمین غیظ المنافقین شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلی حضرت ابو الفتح عبید الرضا حضرت علامہ محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۸۰ھ تحریر فرماتے ہیں اولاً جمہوری سلطنت قائم کرنے کی کوشش کرنا جس میں کفار ومشرکین ومرتدین پوری طرح آزاد وخود سر ہوں شرعاً حرام ہے۔ ثانیاً ایسی سلطنت جمہوریہ قائم کرنے کی سعی کرنا جس کی کونسل میں کفار ومشرکین ومرتدین کے بھی ممبر ہوں درحقیقت کفار ومشرکین ومرتدین کو بھی حکومت میں حصہ دار ٹھہرانا ان کو بھی حاکم بنانا ہے۔

بھی حرام ہے۔ الجوابات السّنیہ علی زھاء السوالات الیگیہ ص ۳ (مطبوعہ مطبع سلطانی پیر ولین بمبئی)

جمھوریت اللہ تعالیٰ کا عذاب اور لعنت ھے

جمہوریت لادینیت مبنی بر شرک فی الطاعت ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عذاب اور لعنت ہے جس سے بچنا ہر مسلمان و مومن کیلئے ازحد ضروری ہے۔ حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۹۱ھ رقمطراز ہیں۔ کہ مروجہ نظام جمہوریت اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوۃ ج ۵ ص ۳۶۷ مطبوعہ قادری پبلیشرز لاہور) دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ محض جمہوریت لعنت ہے (مرأۃ شرح مشکوۃ ج ۸ ص ۲۵۸)

جمھوریت ایک شجرہ خبیثہ ھے۔

شارح مکتوبات ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے ملک میں مغربی طرز انتخاب کی بجائے اسلامی طرز انتخاب رائج ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجودہ طریقہ انتخاب مغربی جمہوریت کا شجرہ خبیثہ ہے۔ جو انتہائی غلط اور بوگس ہونے کے ساتھ ساتھ سرمایہ دار طبقے کا کھیل ہے۔ جس میں ضمیر خریدے جاتے ہیں۔ آراء فروخت ہوتی ہیں اور غریبوں کا استحصال ہوتا ہے۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ووٹ کی شرعی حیثیت

صحابہ کرام علیھم الرضوان نے خلیفہ وامام مقرر کرنے کیلئے امت کو چار طریقہ انتخابات دیئے ہیں۔ (کما مر ذکرہ) جبکہ مغربی جمہوریت نے اپنی اولاد کو صدر وزیر وغیرہ منتخب کرنے کیلئے ووٹنگ کا طریقہ دیا ہے۔ جسکا ذکر قرآن وحدیث، قرون ثلاثہ اور پوری تاریخ اسلام کے اندر کہیں بھی نہیں ملتا اور اس کے اندر مومن و کافر، عالم و جاھل، شریف و فراڈی سب کو برابر قرار دیا جاتا

ہے جو کہ غیر اسلامی طریقہ انتخاب اور بدعت وحرام ہے
مسلمان اس سے بچیں اور نظام خلافت ونظام شریعت کے نفاذ کیلئے کوشش کریں۔

ووٹ کا لغوی معنی ہے رائے، کسی معاملے کے فیصلے کیلئے رائے دینا(فیروز اللغات) اسلام نے
ہر کس وناکس کو رائے دینے کا اختیار نہیں دیا بلکہ وہ صرف اصحاب الرائے حضرات اھل حل وعقدو
عادل حضرات ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۵۰ھ صاحب الرائے کیلئے شرائط بیان فرماتے
ہیں۔

(۱) کہ انتخاب کرنے والے عادل ہوں (فرائض پر عمل کرنے والے محرمات سے بچنے والے
ہوں)

(۲) ان کو اس قدر علم ہو کہ استحقاق خلافت کی کیا شرائط ہیں۔کون شخص منصب کا اھل اور کون
نہیں۔(۳) وہ صحیح رائے اور حسن تدبیر کے حامل ہوں تاکہ وہ صحیح تر اور موزوں تر شخص کو منتخب کر
سکیں۔(الاحکام السلطانیہ ص ۶ مطبعۃ المصطفی البانی مصر)

ووٹ کے رد کی دلیل اوّل

ووٹ کی خرابیوں میں سے سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ مغربی جمہوری و یہودی اور کافرانہ نظام
حکومت کو تقویت ملتی ہے۔قانون ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز حرام ہو اس کے دواعی بھی ناجائز وحرام
ہوتے ہیں۔ملاحظہ ہو۔(الجوھرۃ النیرۃ ص ۷۰ ج ۳ و باقی الکتب الفقہ الحنفیہ
المعتمدہ) لہٰذا جب مغربی جمہوریت بدعت وحرام غیر اسلامی نظام حکومت ہے پھر ووٹ کہ
جس کے ذریعہ اس نظام کو تقویت ملتی ہے وہ بھی ناجائز وحرام غیر اسلامی ہوگا۔

ووٹ میں چند بڑی خرابیاں

(۱) جمہوریت نے تمام ووٹروں کی یکساں قیمت قرار دی ہے جب کہ اسلام نے انسانوں کی درجہ

بندی کی ہے اور لوگوں کے مختلف مراتب مقرر فرمائے۔ جو متقی و پرہیزگار ہے وہ باقی لوگوں سے افضل ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات آیت ۱۳) بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ جبکہ جمہوریت میں چھوٹے بڑے نیک و بدکردار مومن و کافر فجّار کی رائے کو یکساں قرار دیا ہے، جبکہ یہ نظریہ قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَفمن کان مؤمناً کمن کان فاسقاً ط لایستوٗن (سورۃ سجدہ آیت ۱۸) "تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے؟ یہ برابر نہیں"

(۲) اسی طرح عالم و جاہل کو ووٹ میں برابر قرار دیا جاتا ہے یہ نظریہ بھی قرآنی آیت کے انکار پر مبنی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (سورۃ الزمر آیت ۹)

(۳) جمہوریت کا تصورِ اکثریت قرآن وسنت کے بالکل منافی ہے۔ لہٰذا ووٹوں، اسمبلی، قانون سازی وغیرہ میں ووٹوں کی اکثریت کو معیار قرار دیا۔ اور اکثریت ہی کی بنا پر ٹھیک و غلط ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔ یہ بالکل باطل و غلط ہے قرآن وسنت میں اکثریت کی حکمرانی کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا، بلکہ درجنوں آیات مبارکہ میں اکثریت کو ظالم و فاسق، ضالّ و مضلّ اور جاہل وغیرہ قرار دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وان تطع اکثر من فی الارض یضلّوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظّنّ وان ھم الا یخرصون ○ (سورۃ الانعام آیت ۱۱۶)۔ "اور اے سننے والے! زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں: وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں اور نِری اٹکلیں (فضول اندازے) دوڑاتے ہیں"۔

ووٹ دینا شرعاً جائز نہیں

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ القوی متوفی ۱۴۲۱ھ فرماتے ہیں

اگر پارٹیوں کے منشور کو دیکھا جائے تو از روئے شرع کسی پارٹی کو ووٹ دینا جائز نہ ہو گا۔(فتاویٰ شارح بخاری ج۲ ص ۳۶۵ مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی)

مرکز اہل سنت بریلی شریف کا فتوی

''موجودہ دور میں امراؤسلاطین کے انتخاب میں عوام کے ووٹنگ کا تصور اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے چونکہ امراؤسلاطین بعض فاسق وفاجر بہتیرے کفار ومرتدین ہیں اور voting نئے ایجادات میں سے ہے البتہ اسلام میں قرع اندازی ہے مثلاً چند آدمی امامت کے اہل ہیں۔اور سب برابر ہیں تو وہاں بحسب فرمودات فقہاء وعلماء قرع اندازی کر کے امام منتخب کرلیں گے اور وہاں Concept of Voting نہیں ہوتا ہے اور عوام سے رائے بھی نہیں لی جاتی ہے اور موجودہ جمہوریت اسلام کش ہے کہ اس کا معنی سیکولرزم ہے جو انگریزی ڈکشنری کے مطابق لادینیت ہے(فتاویٰ بریلی شریف ص ۴۲۱ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

اسلامی نظام کا نفاذ کیسے ممکن ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مروّجہ الیکشنوں اور نظام کو دوٹوک الفاظ میں مسترد کر کے اسلامی نظام کی جدوجہد شروع کرنی ہوگی۔خواہ اس کے لیے کتنی قربانیاں ہی کیوں نہ دینی

پڑیں جب تک علماء ومشائخ قربانیاں دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے اسلام کا نفاذ ناممکن ہے اسلام کسی کی مرضی اور اجازت کا محتاج نہیں بلکہ اس کو نافذ کرنا مسلمانوں کی اولین دینی ذمہ داری ہے جس سے کوتاہی، کفر، ظلم اور فسق کو مستلزم ہے جو شخص اسلامی نظام کے نفاذ کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ مسلمان ہے جو اس کا منکر ہے۔ وہ حدود اسلام سے خارج ہے لہٰذا ایسے لوگوں سے رواداری کا تصور ہی گمراہی اور ضلالت ہے۔ (اسلام اور عورت کی حکمرانی از سید جمال الدین کاظمی علیه الرحمه ص ٤٠٠)

یاد رہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مؤثر ذرائع اختیار کرنا ضروری ہے جن کے ذریعہ اسلامی نظام کا نفاذ یقینی بن جائے لیکن مروجہ طریقہ انتخاب جس کو چالیس (موجودہ ٦٥) سال سے بار بار آزمایا جا چکا ہے اور اس کے ذریعہ آج تک اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا اسی کو ذریعہ بنائے رکھنا عقلاً بھی باطل ہے کیوں کہ یہ انتخابات خرابیوں کا مجموعہ ہیں بیشمار ناجائز کام ان میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام نے کبھی بھی ہر کس وناکس کو ووٹ کا حق نہیں دیا۔ بلکہ کبھی بھی عمومی انتخابات نہیں ہوئے۔۔۔۔ کچھ لوگ ناسمجھی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ بیعت اور ووٹ ایک ہی چیز ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ ہر ووٹر کو اپنی رائے دینے کا اختیار ہوتا ہے اور وہ کسی فرد کو منظور یا مسترد کر سکتا ہے۔ جس طرح آج کل کے ووٹوں میں ہر ووٹر کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔ بلکہ اہل الرائے کے اتفاق کے بعد تمام لوگوں کو خلیفہ کی بیعت کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص بیعت نہیں کرتا وہ گناہ گار رہتا ہے۔ پھر عمومی بیعت بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام رعایا سے لی جاتی ہے۔ اور انکار کی کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔ بیعت علی الاعلان ہوتی ہے۔ جب کہ ووٹ خفیہ استعمال ہوتا ہے۔ کسی منتخب ہونے والے کے خلاف ووٹ استعمال کرنے والا آئندہ اس کی مدت عہدہ مکمل ہونے تک اس کی مخالفت پر کمر بستہ رہتا ہے۔ لیکن بیعت میں اس قسم کا کوئی جواز نہیں۔ ایسی صورت میں کیا ووٹ اور بیعت میں واضح فرق ہے یا نہیں۔ اتنے عظیم فرق سے آنکھیں موند لینا

کہاں کی دیانت ہے۔ (مغربی پارلیمانی طریق انتخاب علماء امت کی نظر میں ، سید محمد جمال الدین کاظمی ص ۱۴۹ مطبوعہ جماعت اھلسنت کراچی)

معزز قارئین حضرات! آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ''مغربی پارلیمانی طریق انتخاب علماء امت کی نظر میں'' ہے اس کتاب کو پہلی مرتبہ جماعت اہلسنت کراچی نے شائع کیا اب دوبارہ کتاب ہذا کو کافی دوستوں کے اصرار پر شائع کیا جارہا ہے۔ بندہ نے قبلہ استاذی المکرّم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ قاضی مفتی محمد طیب ارشد صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے عرض کیا کہ کافی دوستوں کا اصرار ہے کہ مغربی پارلیمانی نظام وانتخاب کے رد میں کوئی کتاب ہونی چاہیے، تاکہ امت مسلمہ کو اس فتنے کے متعلق آگاہ کیا جائے تو آپ نے فرمایا میں نے ۱۹۸۸ء کے اندر موجودہ مروّجہ غیر اسلامی نظام انتخاب کے رد میں ایک فتویٰ لکھا تھا۔ آپ وہ شائع کردیں۔ جسکو حضرت علامہ مولانا پیر سید محمد جمال الدین کاظمی علیہ الرحمہ نے علماء امت کے مجموعہ فتاوی میں شائع کرایا تھا۔ مذکورہ کتاب میں قبلہ استاذی المکرّم کے فتویٰ کے ساتھ ساتھ اور علماء امت کے فتاویٰ بلفظہ مع سوالنامہ کے شائع کیے جارہے ہیں۔

قارئین کو کہیں بھی کوئی سقم نظر آئے تو وہ ضرور مطلع کریں۔ تاکہ آئندہ طباعت میں اسکی تصحیح کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت استاذی المکرّم کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم فرمائے۔ اور رسالہ ہذا کی طباعت میں معاونت کرنے والوں کو دارین کی کامیابیاں عطا فرمائے فقیر کے والدین کی بخشش ومغفرت فرمائے۔ اور بندہ کی ادنی سی کاوش کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بنائے۔ امین بحرمة طه و یس

کتبه العبد الفقیر الی ربه القدیر الغنی

الحافظ محمد داؤد الرضوی غفرلهٗ ربّه القوی الولی

۲۴ جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ

استفتاء

(۱) کیا اس وقت پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہے یا نہیں؟

(۲) اسلامی آئین کے نفاذ کی شرعی حیثیت اور ضرورت کیا ہے؟

(۳) اگر کسی ملک میں اسلامی آئین نافذ نہیں تو اس ملک کے عوام اور علماء مشائخ پر از روئے شرع کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے نیز اس ذمہ داری سے عہدہ برآنہ ہونے کی صورت میں ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

(۴) اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد اور تحریک چلانا کس قدر ضروری ہے یا نہیں اور اس جدوجہد میں مجروح یا مر جانے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۵) اگر کسی اسلامی ملک کا سربراہ اسلامی آئین نافذ نہیں کرتا تو اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے نیز اس سے تعاون یا اس کی مخالفت کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۶) کیا مروجہ انتخاب اسلامی ہے یا نہیں اس میں امیدوار اپنے آپ کو عہدہ کے لئے پیش کرتا ہے اپنی کامیابی کے لئے مہم چلاتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے دھاندلی، جعلی ووٹنگ ووٹوں کی خرید و فروخت نتائج کی تبدیلی جیسے امور سے کام لیتا ہے نیز اسلامی طریقہ انتخاب کیا ہے۔

از محمد زمان ماری پور روڈ، کراچی

☆کھاں تھی ووٹ کی پرچی خلافت کے زمانوں میں☆

ہماری جو سیاست ہے یہ سب مغرب کی لعنت ہے
کہاں تھی ووٹ کی پرچی خلافت کے زمانوں میں

خدا نے افسری دی ہے مردوں کو زنانوں پر
اب یہ توازن کیسا ہے مردوں اور زنانوں میں

امریکہ روس اسرئیل یہ سب کافر اکٹھے ہیں
تفرقہ کیوں یہ باقی ہے دیکھو مسلمانوں میں

دستور حیات اپنا تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہو
کیا خوبی نظر آئی ہے تم کو ان بیگانوں میں

بتاؤ کس سے پہنچا ہے تمہیں دستور جمہوری
یہ لعنت کیسے آئی ہے بتاؤ مسلمانوں میں

کھانا کھاؤ چل پھر کر اور سب کھڑے ہو کر
کہاں سے آئی ہے آواز یہ تمہارے کانوں میں

قرآن تم نے چھوڑا ہے سنت تم نے چھوڑی ہے
بتاؤ شامل ہو کیسے اب تم مسلمانوں میں

امریکہ کو تعلق ہے بتاؤ اب کیسا تم سے
وہی تو سرغنہ ہے دیکھ لو سارے شیطانوں میں

شاہ فہد کا امریکہ سے بتاؤ جوڑ کیسا ہے
کہاں ہے غیرت مذہبی آج ان مسلمانوں میں

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤ گے اے ظالم حکمرانوں
تمہارا نام آئے گا ظلم کی داستانوں میں

خدا کو شیر تھا بھائی تو جب غازی مجاہد تھا
بتا تیرا مرتبہ کیا ہے اب کفر کے ایوانوں میں

مسلماں لیڈر کی پرچی اور چوڑے کی پرچی
بالکل ایک جیسی ہے اب بیگانوں یگانوں میں

ریاض کی نصیحت ہے جو نہ سمجھے تو وہ جانے
مگر نادان ہے وہ شامل ہے دیوانوں میں

طریقہ وہ ہی اچھا ہے جو آقا نے بتایا ہے
زمانہ آپ ہی کا بہتر ہے سارے زمانوں میں

صحابہ کے نقش قدم پر چل کے پہنچو اپنے آقا تک
یہی اک کام عمدہ ہے سارے کارناموں میں

اُسوہ حسنہ پہ چل کر تو دیکھو اے ریاض
رحمت سرکار سے تمہارا نام بھی ہوگا ناموں میں

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
کار گہہ حیات نہیں
بیٹھے ہیں سے منتظر و حرم کے سومنات
موسی و فرعون و حسین و یزید
این دو قوت ہر زمان آمد پدید